مولانا حسرت موہانی

(1875ء تا 1951ء)

مصیبت بھی راحت فزا ہو گئی ہے

تدریسی مقاصد

www.office.com.pk

- طلبہ کو غزل سے واقفیت دلانا۔
- طلبہ میں غزل کو سمجھنے کا شعور پیدا کرنا۔
- طلبہ کو غزل کی ماہیئت کے بارے میں بتانا۔
- طلبہ کو مطلع اور مقطع سے آگاہ کرنا۔
- طلبہ کو حسرت موہانی کے حالاتِ زندگی سے آگاہ کرنا، خاص طور پر قید کے دوران میں لکھی گئی حبسیاتی شاعری سے روشناس کروانا۔
- طلبہ کو حسرت موہانی کے اسلوب بیان سے آشنا کرنا۔

شاعر کے حالاتِ زندگی

نام سید فضل الحسن اور تخلص حسرت تھا۔ اودھ کے قصبہ موہان میں پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے حسرت موہانی مشہور ہو گئے۔ والد کا نام سید اظہر حسن تھا۔ حسرت کا سلسلہ نسب امام علی ابن موسیٰ رضاؒ سے ملتا ہے۔ حسرت کے دادا سید محمود نیشاپور سے موہان آئے تھے۔ حسرت کی ابتدائی تعلیم پرانی طرز پر عمل میں آئی۔ قرآن حکیم اور فارسی کی مروجہ کتابیں اپنے علاقے کے علماء سے پڑھیں۔ اس کے بعد موہان مڈل سکول میں داخل ہو گئے۔

حسرت کے والد کی کچھ جائیداد فتح پور میں تھی، جس کے انتظام کے لیے ان کا قیام فتح پور میں رہتا تھا۔ انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے لیے وہ اپنے والد کے پاس چلے گئے اور گورنمنٹ ہائی سکول، فتح پور سے میٹرک کا امتحان خاص امتیاز کے ساتھ پاس کیا

http://www.office.com.pk

جس پر سرکاری وظیفہ بھی ملا۔ یہیں سے انھوں نے عربی و فارسی تعلیم کی تکمیل کی۔ یہاں کی آب و ہوا حسرت کی ادبی تعلیم کے لیے بہت راس آئی۔

کچھ عرصہ بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے وہ ڈاکٹر ضیاء الدین کی دعوت پر علی گڑھ پہنچے۔ یہاں ان کے ہم جماعتوں میں مولانا محمد علی جوہرؒ کے بڑے بھائی مولانا شوکت علی اور سید سجاد حیدر یلدرم جیسے نامور سیاستدان اور ادیب بھی شامل تھے۔ علی گڑھ یونیورسٹی سے حسرت نے عربی اور ریاضی کے اختیاری مضامین کے ساتھ بی۔ اے کیا۔ علی گڑھ کے علمی اور ادبی ماحول نے حسرت کی اہلیت و صلاحیت کو مزید جلا بخشی اور خاص طور پر ان کی ادبی دلچسپیوں کی وجہ سے دور دور ان کے ادبی اور سیاسی رجحان کا شہرہ ہو گیا۔

حسرت کی سیاسی دلچسپی بھی طالب علمی کے زمانے سے شروع ہو چکی تھی۔ 1908ء میں حسرت کو سیاسی معاملات میں حصہ لینے کی وجہ سے قید بامشقت کی سزا بھی ملی اور انگریزی حکومت نے انھیں باغی قرار دیا۔ اس قید و بند کے مصائب کا جستہ جستہ ذکر بھی حسرت کی غزل میں ملتا ہے۔ ان کا مشہور شعر ہے:

ہے مشقِ سخن جاری، چکی کی مشقت بھی
اک طرفہ تماشا ہے، حسرت کی طبیعت بھی

وہ پہلے کانگریس اور پھر مسلم لیگ میں باقاعدہ حصہ لیتے رہے اور انگریزی سیاست کے شدید ترین مخالفوں میں شامل تھے۔

سیاسی مشاغل کے باوجود حسرت شعر و ادب کی برابر خدمت کرتے رہے۔ ''انتخاب سخن'' کے نام سے گیارہ جلدوں میں تمام ممتاز قدیم و جدید شعراؑ کے دواوین کا انتخاب بھی شائع کیا۔ وہ نہایت پاکیزہ منش، بااصول اور منکسر المزاج انسان تھے۔ حسرت، تسلیم لکھنوی کے شاگرد تھے۔ تسلیم، نسیم دہلوی اور حکیم مومن کے شاگرد تھے۔ اس لیے حسرت نے ابتداء میں تسلیم و مومن کے رنگ میں شعر کہنا شروع کیا اور دلی سکول کے طرز کو پسند کیا۔ بعد کی غزلوں میں حسرت کا اپنا رنگ پایا جاتا ہے۔

http://www.office.com.pk

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مصیبت	آفت	راحت فزا	خوشی کو زیادہ کرنا
آرزو	تمنا، خواہش	راہ نما	راہبر
دیار	کوچہ، گلی، ملک، شہر	وفا	محبت
باد	ہوا	صرصر	آندھی
صبا	صبح کی ٹھنڈی ہوا	درماندہ	قافلے سے بچھڑا ہوا
بارگاہ	دربار	عطا ہونا	ملنا، عنایت ہونا
گنہ گار	گناہ کرنے والا	خطا	غلطی
رتبہ	مرتبہ	رتبہ دانِ محبت	محبت کا بلند مقام و مرتبہ جاننے والا
انتہا	آخری حد	ابتدا	شروع

غزل کا مفہوم اور تشریح

غزل کے لغوی معنی ہیں عشق و محبت کی باتیں کرنا یا عورتوں سے باتیں کرنا، شکار کے وقت ہرن کے منہ سے جو فریاد نکلتی ہے اس کو بھی غزل کہتے ہیں۔ مولانا حالی لکھتے ہیں کہ محبت کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ انسان کو انسان سے اپنے ملک اور قوم سے اور سب سے بڑھ کر خدا سے محبت ہو سکتی ہے۔ اس لیے اسے صرف عورت کی ذات تک محدود نہیں کرنا چاہیے۔

اشعار کی تشریح کیسے کی جائے؟

غزل کی تشریح نظم کی تشریح سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ نظم میں کوئی واقعہ یا

http://www.office.com.pk

منظر بیان کیا جاتا ہے، جب کہ غزل میں شاعر اپنے جذبات و احساسات کو پیش کرتا ہے۔ اس لیے غزل کی تشریح کے لیے ضروری ہے کہ پہلے شاعر کے جذبات و احساسات کو سمجھا جائے۔ تمام انسانوں کے جذبات قریب قریب یکساں ہوتے ہیں اور ایک کامیاب شاعر انھی جذباتِ انسانی کی بہترین ترجمانی کرتا ہے۔ بقول غالبؔ

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

غزل کے اشعار کی تشریح کرتے ہوئے مندرجہ ذیل امور کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

(1) شعر کے صرف ظاہری الفاظ کو نہ دیکھیں بلکہ یہ دیکھیں کہ ان الفاظ کے پردے میں کیا جذبہ اور احساس پوشیدہ ہے۔ اس جذبے یا احساس کو سمجھ کر اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

(2) شاعر اپنے جذبے کو دو مصرعوں میں بیان کرتا ہے۔ وہ اس پر مجبور ہے لیکن آپ مجبور نہیں ہیں۔ آپ جتنی چاہیں تشریح کریں۔ ایک اچھا شاعر انسانی جذبات کی بہترین ترجمانی کرتا ہے۔ آپ ان جذبات کو سمجھیں اور پھر انھیں اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

(3) پہلے شعر کے ظاہری معنی بیان کریں پھر دیکھیں کہ اس کے حقیقی معنی کیا ہیں؟ دوسرے لفظوں میں پہلے مجازی (دنیاوی) معنی لیں اور پھر حقیقی معنی بیان کریں۔ مجازی معنی کے لیے لیلیٰ مجنوں کی مثال سامنے رکھیں۔ اس سے مفہوم سمجھنے میں آسانی پیدا ہو گی اور پھر اس سے حقیقی معنی مراد لیں جیسے میر تقی میرؔ کا شعر ہے۔

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد کو اب وفا کر چلے

آپ پہلے اس شعر کو لیلیٰ مجنوں سے منسوب کریں۔ گویا مجنوں یہ بات کہتا ہے

کہ میں لیلیٰ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اب میں نے اپنی جان کی بازی لگا کر اپنے اس عہد کو پورا کر دکھایا ہے۔ یہ مجازی معنی ہیں۔ حقیقی معنی یہ ہوں گے کہ ایک بندۂ مومن بھی جس کے دل میں عشق جا گزیں ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی جدائی میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ وہ بے دریغ اپنے محبوبِ حقیقی کا وصال حاصل کرنے کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیتا ہے۔ بعض اشعار کے مجازی اور حقیقی دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں اور بعض کے صرف مجازی یا حقیقی۔

(4) غزل کے اشعار کی تشریح کرتے ہوئے مہذب اور شائستہ الفاظ استعمال کریں۔ جیسے معشوق اور معشوقہ کی بجائے محبوب اور دوست کے الفاظ استعمال کرنے چاہئیں۔ اس کے علاوہ صیغہ مؤنث استعمال نہ کریں۔ تشریح کے الفاظ جان دار ہونے چاہئیں تاکہ دیکھنے والے کو پتا چل سکے کہ طالب علم کا مطالعہ وسیع ہے۔

(5) ہر شعر کا مرکزی خیال سمجھنے کی کوشش کریں۔ جب آپ اسے سمجھ لیں گے تو پھر تشریح میں آسانی رہے گی۔ مرکزی خیال شعر کی جان ہوتا ہے۔ اگر مرکزی خیال سمجھ میں آ جائے تو پھر اس کے مطابق تشریح کرنی چاہیے۔

(6) آپ کو اچھے اچھے شعر یاد ہونے چاہئیں تاکہ شعر کی تشریح میں ہم موزوں شعر لکھ سکیں۔ اس طرح تشریح کے زیادہ نمبر ملتے ہیں۔ ممتحن کو پتا چلتا ہے کہ طالب علم نصاب کی کتابوں کے علاوہ دوسری کتابوں سے بھی دلچسپی رکھتا ہے۔ تشریح میں استعمال ہونے والے شعر معیاری ہونے چاہئیں۔

اشعار کی تشریح

شعر نمبر 1

مصیبت بھی راحت فزا ہو گئی ہے
تری آرزو رہنما ہو گئی ہے

http://www.office.com.pk

حل لغت

مصیبت: مشکل، آفت۔ راحت فزا: خوشی کو بڑھانا۔ آرزو: تمنا، خواہش۔
راہنما: راہبر، راستا دکھانے والا

مفہوم: مصیبت بھی خوشی کو زیادہ کرنے والی ہو گئی ہے۔ کیوں کہ تیری تمنا میری راہبر ہو گئی ہے۔

تشریح: حسرت موہانی اردو غزل کے ایسے شاعروں میں شامل ہیں جنھوں نے اردو غزل کی کشادہ دامانی میں مزید اضافہ کیا ہے۔ انگریزوں کے خلاف سیاست میں حصہ لینے کی پاداش میں انھیں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں لیکن دورانِ قید بھی شاعری کا شغل جاری رہا۔ اس شعر میں کہتے ہیں کہ مجھ پر آنے والی مصیبت میرے لیے مصیبت نہیں رہی بلکہ میں تو اس مصیبت سے بھی خوشیوں کا رس کشید کر لیتا ہوں۔ کوئی کام مسلسل کیا جائے تو انسان اس کا عادی ہو جاتا ہے، پھر انسان کو اس کام میں لطف آنے لگتا ہے۔ بقول مرزا غالب

؎ رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں

اسی طرح حسرت موہانی کہتے ہیں کہ مجھ پر آنے والی مشکلات اب میرے لیے خوشیوں کی طرح ہیں کیوں کہ میں ان مشکلات کو خاطر میں نہیں لاتا ہوں۔

؎ علاجِ درد میں بھی درد کی لذت پہ مرتا ہوں
جو تھے پاؤں میں کانٹے نوکِ سوزن سے نکالے ہیں

حسرت کہتے ہیں کہ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے یہ مصیبت میری جان لے لے گی۔ میرے لیے تو اس میں بھی خوشی کا پہلو نمایاں ہے۔ اس طرح تو میری اللہ تعالیٰ سے ملنے کی آرزو پوری ہو جائے گی یعنی میری قسمت ہر حال میں میرے لیے اچھی ہی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ تیری تمنا میری راہبر ہو گئی ہے، مجھے

http://www.office.com.pk

راستے کا نشان مل گیا ہے۔ میں ہنسی خوشی اس راستے پر چلا جا رہا ہوں کیوں کہ اس راستے کا اختتام ایک اچھی منزل پر ہے۔ وہ منزل اللہ تعالیٰ سے وصال کی منزل ہے۔

شعر نمبر2 یہ وہ راستا ہے دیارِ وفا کا
جہاں بادِ صرصر ، صبا ہو گئی ہے

حل لغت

دیارِ وفا: محبت کی گلی، یار کا کوچہ۔ بادِ صرصر: تیز آندھی۔ صبا: صبح کی ٹھنڈی ہوا

مفہوم: یہ دیارِ وفا کا وہ راستا ہے جہاں سے گزرتے ہوئے تیز آندھی بھی صبح کی ٹھنڈی ہوا جیسی معلوم ہوتی ہے۔

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ اگر منزل اچھی اور مرضی کے مطابق ہو تو راستے کی دشواریوں کو خاطر میں نہیں لایا جاتا بلکہ یہ مصیبتیں تو محسوس ہی نہیں ہوتیں۔ دل میں لگن اور شوق ہو، منزل پر پہنچنے کی تمنا ہو تو ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ محبوب کے در تک جانے والا راستا نہایت مختصر اور آسان محسوس ہوتا ہے۔ یہ حقیقی شعر ہے۔ حسرت موہانی کہتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی ایک ہی صورت ہے کہ میری یہ فانی زندگی ختم ہو جائے۔ میری زندگی کے دن پورے ہو جائیں اور میں رب تعالیٰ کا دیدار کروں۔ ایک نہ ایک دن میری زندگی کے دن پورے ہو جائیں گے۔ اگرچہ یہ دن تکلیفوں سے بھرے پڑے ہیں لیکن یہ دنیاوی تکلیفیں چند روزہ ہیں۔ میرے ذہن میں ایک اچھی منزل کا تصور ہے۔ اس لیے یہ دنیا کی تکالیف مجھے ڈرا نہیں سکتیں بلکہ میں تو ان تکالیف سے لطف اٹھاتا ہوں۔ مجھے تیز آندھی بھی صبح کی ٹھنڈی ہوا جیسی معلوم ہوتی ہے یعنی دنیا کی مصیبتیں بھی میرے لیے خوشی کا باعث بنتی ہیں۔

http://www.office.com.pk

شعر نمبر 3 میں درماندہ اس بارگاہِ عطا کا
گنہ گار ہوں ، اک خطا ہو گئی ہے

حل لغت

درماندہ: قافلے سے بچھڑا ہوا، جدا ہونا۔ بارگاہِ عطا: اللہ تعالیٰ کا دربار، لفظی معنی ہیں جہاں سے کچھ ملتا ہو۔ گنہ گار: گناہ کرنے والا۔ خطا: غلطی

مفہوم: میں اللہ تعالیٰ کے دربار سے جدا ہو گیا ہوں۔ میں گنہ گار ہوں مجھ سے ایک غلطی ہو گئی ہے۔

تشریح: شاعر نے اس شعر میں حضرت آدمؑ کے جنت سے نکالے جانے والے واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا تو انھیں جنت میں بھیج دیا اور کہا "جو چیز چاہو یہاں سے کھاؤ پیو لیکن خبردار اس درخت کے قریب مت جانا" مراد یہ کہ اس درخت کا پھل نہ کھانا لیکن شیطان نے حضرت آدمؑ کو ورغلا دیا اور دھوکے سے منع کیے گئے درخت کا پھل کھانے پر مجبور کیا۔ حضرت آدمؑ نے اس درخت کا پھل کھا لیا اور اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کی پاداش میں جنت سے نکلنا پڑا اور انھیں زمین پر بھیج دیا گیا۔ شاعر کہتا ہے کہ میں یعنی آدم اللہ تعالیٰ کے دربار سے بچھڑا ہوا ہوں۔ ایک غلطی ہو گئی تھی یعنی غلطی سے منع کیے گئے درخت کا پھل کھا لیا جس کی وجہ سے آدم گنہ گار بن گیا۔ میں اس غلطی کی تلافی کر کے، اللہ تعالیٰ کے حکم پر چل کر اسی مقام پر پہنچنا چاہتا ہوں۔ وہی میرا اصل مقام ہے۔

شعر نمبر 4 ترے رتبہ دانِ محبت کی حالت
ترے شوق میں کیا سے کیا ہو گئی ہے

حل لغت

رتبہ دانِ محبت: مرتبے کو پہچاننے والا۔ حالت: کیفیت

مفہوم: تیری محبت کا بلند مقام اور مرتبہ جاننے والے کی حالت تجھ سے ملنے کے شوق میں کیسی ہو گئی ہے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی پہچان کے لیے پیدا کیا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ انسان اپنی تخلیق کے مقصد کو سمجھے اور میرے مقام کو جانے۔ شاعر کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی محبت کی قدر و قیمت کو سمجھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قدم پر میری راہ نمائی کی ہے۔ وہ مجھ سے بڑی محبت رکھتا ہے کیوں کہ وہ میرا خالق ہے۔ میں اس بات کو سمجھ گیا ہوں۔ میں بھی اللہ تعالیٰ سے بہت محبت رکھتا ہوں کیوں کہ میں اس کا بندہ ہوں۔ انسان جس سے محبت رکھتا ہے اس سے ملنے کی خواہش بھی وہ اپنے دل میں رکھتا ہے۔ میں بھی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق رکھتا ہوں۔ اس شوق میں ہر دم یہی آرزو کرتا ہوں کہ مجھے رب تعالیٰ کا دیدار ہو جائے۔

شعر نمبر 5: پہنچ جائیں گے انتہا کو بھی حسرتؔ
جب اس راہ کی ابتدا ہو گئی ہے

حل لغت

انتہا: آخری حد۔ ابتدا: آغاز، شروع

مفہوم: انتہا کو بھی حسرتؔ پہنچ جائیں گے۔ اس راہ کی ابتدا ہو گئی ہے۔

تشریح: شاعر کہتا ہے کہ ہم اپنی منزل پر پہنچ ہی جائیں گے کیوں کہ ہمارے سفر کی ابتدا ہو گئی ہے۔ ہم نے سفر شروع کر لیا ہے۔ اس شعر میں حسرتؔ نے انسانی زندگی کا فلسفہ بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب انسان اس دُنیا میں آتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اس کی واپسی کا سفر شروع ہو جاتا ہے۔ جو انسان اس دنیا میں آیا ہے اس نے واپس بھی جانا ہے۔ موت برحق ہے۔ کسی نے جلد تو کسی نے بدیر آخر کار اس دنیا سے جانا ہی ہے۔ بقول شاعر

http://www.office.com.pk

؎ آتے ہوئے اذاں ہوئی جاتے ہوئے نماز
اتنے قلیل وقت میں آئے چلے گئے

حسرتؔ کہتے ہیں کہ ہمیں ایک خاص وقت تک کے لیے اس دنیا میں قیام کرنا ہوتا ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ سے واپسی کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی یہ وقت کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ الٹی گنتی شروع ہو جاتی ہے۔ کم ہوتے ہوتے آخر ایک دن یہ وقت ختم ہو جاتا ہے۔ زندگی کا سفر تمام ہو جاتا ہے۔ بقول شاعر

؎ چلے تو کٹ ہی جائے گا سفر آہستہ آہستہ
ہم اس کے پاس جاتے ہیں مگر آہستہ آہستہ

تبصرہ

حسرتؔ موہانی کی یہ غزل حقیقی ہے۔ اس میں زندگی کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔ انداز نہایت سادہ مگر دل نشین ہے۔ بحر چھوٹی اور قافیے آسان ہیں۔ شعروں میں روانی ہے۔ سادگی اور سلاست کے ساتھ حسرتؔ کا کلام شگفتگی بیانی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ پھولوں کا گلدستہ مہک رہا ہو۔ ان کی زبان مستند اور معیاری ہے۔

حل مشقی سوالات

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تحریر کیجیے:

(الف) شاعر کے ہاں مصیبت کے ''راحت فزا'' ہونے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: شاعر کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے ملنے کی تمنا ہے۔ اس راہ میں کیسی ہی مشکلات کیوں نہ پیش آئیں مجھے اپنی خواہش پوری کرنی ہے۔ اس لیے شاعر کو دنیاوی مصیبتیں راحت فزا معلوم ہوتی ہیں۔

http://www.office.com.pk

(ب) کون سے راستے پر چلنے سے مصیبت خوشی میں تبدیل ہو جاتی ہے؟

جواب: محبوب کے در کی طرف جانے والے راستے پر چلنے سے مصیبت خوشی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ یہاں محبوب سے مراد محبوبِ حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ ہے۔

(ج) شاعر منزلِ مقصود پر پہنچنے کے لیے پُر امید ہے، کیوں؟

جواب: شاعر اس لیے منزل پر پہنچنے کے لیے پُر امید ہے کہ اس نے سفر کا آغاز کر دیا ہے۔ اس سفر کا اختتام منزل پر ہی ہونا ہے۔ مراد یہ ہے کہ انسان اس دنیا میں آتا ہے اور اس کے سفر کی ابتدا ہو جاتی ہے۔ اس سفر کی انتہا یعنی اس سفر کی منزل آخرت کی زندگی ہے۔ اس منزل پر ہر ایک نے پہنچنا ہے۔ اس لیے شاعر اس منزل پر پہنچنے کے لیے پُر امید ہے۔

-2 قوسین میں دیے گئے موزوں لفظ سے خالی جگہ پُر کیجیے:

(الف) محبوب کی ______ رہنما بن گئی۔ (محبت، جدائی، آرزو)

(ب) غزل کے چوتھے شعر میں حالت بدلنے سے مراد حالت کا ______ ہونا ہے۔ (غیر، بہتر، بدتر)

(ج) اس غزل میں ہم قافیہ الفاظ کی تعداد ______ ہے۔ (چھے، سات، آٹھ)

جواب: (الف) محبوب کی آرزو رہنما بن گئی۔

(ب) غزل کے چوتھے شعر میں حالت بدلنے سے مراد حالت کا بدتر ہونا ہے۔

(ج) اس غزل میں ہم قافیہ الفاظ کی تعداد چھے ہے۔

-3 حسرت موہانی کی غزل کے متن کی روشنی میں درست جواب پر نشان (✓) لگائیں:

(الف) کون سی چیز راحت فزا ہو گئی ہے:

(i) رنج (ii) مصیبت
(iii) ناکامی (iv) حسرت

(ب) شاعر نے کس چیز کو رہنما ٹھہرایا ہے؟

(i) وصلِ محبوب (ii) محبوب کی تمنا
(iii) واعظ کی نصیحت (iv) غمِ روزگار

(ج) کون سا راستہ ہے جہاں بادِ صرصر صبا ہو گئی ہے؟

(i) راہِ محبت (ii) دیارِ وفا

http://www.office.com.pk

(iii) رہِ دیارِ غیر (iv) غمِ روزگار

(د) انتہا تک پہنچنے کی شرط کیا ہے؟

(i) ابتدا کرنا (ii) جہدِ مسلسل

(iii) ایثار (iv) چاہت اور محنت

(الف)	(ii)	(ب)	(ii)	(ج)	(ii)	(د)	(i)

-4 حسرت موہانی کی اس غزل کے قوافی اور ردیف الگ الگ کر کے لکھیں۔

جواب: اس غزل کے قوافی درج ذیل ہیں۔
فزا، رہنما، صبا، خطا، کیا، ابتدا
اس غزل کی ردیف ''ہو گئی ہے'' ہے۔

-5 غزل کے تیسرے شعر اور مقطع کی تشریح کریں۔

جواب: دیکھیے تشریح

-6 درج ذیل الفاظ و تراکیب کا مفہوم واضح کیجیے۔

راحت فزا، صرصر، درماندہ، بارگاہِ عطا، انتہا

الفاظ و تراکیب	مفہوم
راحت فزا	خوشی کو دوبالا کرنا۔ خوشی کو زیادہ کرنا، بڑھانا
صرصر	آندھی، تیز ہوا، تند ہوا، جھکڑ
درماندہ	قافلے سے بچھڑا ہوا، الگ ہو جانے والا، جدا ہو جانے والا

-7 اس غزل کا جو شعر آپ کو سب سے زیادہ پسند ہو، اسے اپنی کاپی پر خوش خط لکھیں اور پسندیدگی کی وجہ بھی تحریر کیجیے۔

جواب: مجھے اس غزل کا یہ شعر زیادہ پسند ہے۔

میں درماندہ اس بارگاہِ عطا کا
گنہ گار ہوں اک خطا ہو گئی ہے

یہ شعر مجھے اس لیے پسند ہے کہ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کے اس دنیا میں واقعے کی طرف اشارہ ہے جب وہ جنت سے نکال کر دنیا میں بھیجے گئے تھے۔

http://www.office.com.pk

8- اس غزل کا مطلع اور مقطع اپنی کاپیوں میں خوش خط لکھیں۔

جواب: اس غزل کا مطلع درج ذیل ہے۔

مصیبت بھی راحت فزا ہو گئی ہے
تری آرزو رہنما ہو گئی ہے

اس غزل کا مقطع درج ذیل ہے۔

پہنچ جائیں گے انتہا کو بھی حسرت
جب اس راہ کی ابتدا ہو گئی ہے

مطلع

اس کے معنی ''طلوع ہونے کی جگہ'' کے ہیں۔ اصطلاح میں کسی غزل یا قصیدے کے پہلے شعر کو مطلع کہتے ہیں بشرطیکہ اس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ یا ہم قافیہ و ہم ردیف ہوں۔ غالب کی ایک غزل کا مطلع اس طرح ہے۔

بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشا میرے آگے

مقطع

غزل کے آخری شعر کو، جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے، مقطع کہتے ہیں۔ اگر تخلص موجود نہ ہو تو وہ شعر مقطع نہیں ہو گا، بلکہ آخری شعر ہو گا۔ ناصر کاظمی کی ایک غزل کا مقطع ہے:

وقت اچھا بھی آئے گا ناصر
غم نہ کر، زندگی پڑی ہے ابھی

مطلع کی مزید مثالیں

جس سر کو غرور آج ہے یاں تاجوری کا
کل اس پر یہیں شور ہے پھر نوحہ گری کا
(میر تقی میر)

چمن میں رہنے دے کون آشیاں نہیں معلوم
نہال کس کو کرے باغباں نہیں معلوم
مطلع

مرے صنم کا کہاں ہے مکاں نہیں معلوم
خدا کا نام سنا ہے نشاں نہیں معلوم

http://www.office.com.pk

مطلع ثانی

اخیر ہو گئے غفلت میں دن جوانی کے
بہارِ عمر کب ہوئی خزاں نہیں معلوم

حسن مطلع

کیا کیا فریب دل کو دیے اضطراب میں
اُن کی طرف سے آپ لکھے خط جواب میں

مطلع

شوخی نے تم کو ڈال دیا اضطراب میں
کچھ تمکنت کا لطف نہ دیکھا شباب میں

مطلع ثانی

گر وہ نہ آئیں گے تو اجل آئے گی ضرور
تسکیں ملی ہوئی ہے مرے اضطراب میں

حسن مطلع

مقطع کی مزید مثالیں

مقطع کے لغوی معنی ہیں کاٹنا لیکن شاعری کی اصطلاح میں غزل اور قصیدے کے آخری شعر کو جس میں شاعر نے اپنا تخلص استعمال کیا ہو، مقطع کہلاتا ہے جیسے

اے داغؔ کوئی مجھ سا نہ ہو گا گناہ گار
ہے معصیت سے میری جہنم عذاب میں

(داغؔ)

آج تک بے قرار ہے حسرتؔ
کیا وہ افسوں نگاہِ یار میں تھا

(حسرتؔ)

اگر شعر کے آخری مصرعے میں شاعر نے اپنا تخلص استعمال نہ کیا ہو تو وہ مقطع

http://www.office.com.pk

نہیں کہلائے گا۔ اسی طرح شاعر اگر اپنا تخلص کسی ایسے شعر میں استعمال کرتا ہے جو آخری نہیں ہے تو اسے بھی مقطع نہیں کہیں گے۔ مقطع کے بعد غزل یا قصیدے کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شاعر ایک مقطع کہنے کے بعد پھر اسی زمین اور قافیہ و ردیف میں شعر کہنا چاہتا ہے تو اسے ایک نیا مطلع کہہ کر دوبارہ غزل کہنا پڑتی ہے۔ شاعر اپنے کمالِ فن کا مظاہرہ کرنے کے لیے دو غزلے، سہ غزلے بلکہ چہار غزلے تک بھی کہتے ہیں۔ فی زمانہ یہ رجحان ختم ہو چکا ہے۔

سرگرمیاں

1- انٹرنیٹ یا کسی دیگر ذریعے سے حسرت موہانی کی تصویر تلاش کریں۔ تصویر چارٹ پر لگائیں اور حسرت کے تین اشعار خوش خط لکھیں۔

جواب: طلبہ حسرت موہانی کی تصویر تلاش کریں۔
حسرت موہانی کے تین شعر درج ذیل ہیں۔

ہے مشقِ سخن جاری، چکی کی مشقت بھی
اک طرفہ تماشا ہے، حسرت کی طبیعت بھی

نگاہِ یار جسے آشنائے راز کرے
وہ اپنی خوبیٔ قسمت پہ کیوں نہ ناز کرے

اسی کا جلوہ ہر جانب عیاں ہے
نمودِ حسن بے صورت کہاں ہے

2- ہر طالب علم کچھ شعر زبانی یاد کرے۔

جواب: مجھے یہ شعر زیادہ اچھے لگتے ہیں۔

ہے عمل میں کامیابی موت میں ہے زندگی
جا لپٹ جا لہر سے دریا کی کچھ پروا نہ کر

http://www.office.com.pk

لاؤں وہ تنکے کہاں سے آشیانے کے لیے
بجلیاں بے تاب ہوں جن کو جلانے کے لیے

یہ دستورِ زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

اساتذہ کرام کے لیے

1- حسرت نے اپنی شاعری کو کئی قسموں مثلاً عاشقانہ اور فاسقانہ وغیرہ میں بانٹا ہے، اس کی وضاحت کی جائے۔

جواب: حسرت نے اپنی شاعری کو مختلف جہتوں میں تقسیم کیا ہے۔ حسرت معاملہ بندی کے بہترین شاعر ہیں۔ معاملہ بند اس شاعر کو کہتے ہیں کہ جو معاملات عشق نظم کرے۔ مثلاً کہتے ہیں کہ "مومن، جرأت کی طرح معاملہ بند ہیں۔" حسرت نے معاملہ بندی کے مختلف پہلوؤں کو موضوع بحث بنایا ہے۔ لیکن حسرت کی معاملہ بندی عشق پاکباز سے عبارت ہے۔ وہ حقیقی انسانی جذبات کی بہترین ترجمانی کرتے ہیں۔ حسرت امید و رجا کے شاعر ہیں۔ وہ محبت میں ہمیشہ پر امید رہتے ہیں۔ وہ مایوسی و نامرادی سے نا آشنا ہیں۔ ان کی جذبات نگاری میں مخصوص نشاط آمیز تازگی اور پاکیزگی پائی جاتی ہے۔ ان کے ہاں مریضانہ غم پسندی نہیں ہے۔

مختصر یہ کہ فانی بدایوانی کی یاس و حسرت، اصغر گونڈوی کی پاکیزگی، گہرائی اور لطافت، جگر کی سرمستی اور سرشاری کے اجزاء حسرت نے اس طرح کلام میں سموئے ہیں کہ اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ اس انفرادیت میں موجودہ کسی شاعر سے ان کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔

http://www.office.com.pk

-2 حسرت موہانی کے زمانے کے سیاسی و سماجی حالات طلبہ کو بتائے جائیں اور اس کے پیش منظر میں اس غزل کا مطالعہ کروایا جائے۔

جواب: دیکھیے حالاتِ زندگی

-3 طلبہ کو حسرت کی سیاسی جدوجہد، رکن پارلیمنٹ ہونے اور قید و بند کے بارے میں بتایا جائے۔

جواب: حسرت کی سیاسی دلچسپی بھی طالب علمی کے زمانے سے شروع ہو چکی تھی۔ 1908ء میں حسرت کو سیاسی معاملات میں حصہ لینے کی وجہ سے قید بامشقت کی سزا بھی ملی اور انگریزی حکومت نے انہیں باغی قرار دیا۔ اس قید و بند کے مصائب کا جستہ جستہ ذکر بھی حسرت کی غزل میں ملتا ہے۔ ان کا مشہور شعر ہے

ہے مشقِ سخن جاری، چکی کی مشقت بھی
اک طرفہ تماشا ہے، حسرت کی طبیعت بھی

وہ پہلے کانگریس اور پھر مسلم لیگ میں باقاعدہ حصہ لیتے رہے اور انگریزی سیاست کے شدید ترین مخالفوں میں شامل تھے۔

-4 حسرت موہانی کی کم از کم دو غزلیں طلبہ کو سنائی جائیں۔

جواب: حسرت موہانی کی غزلیں

ہر حال میں رہا جو تیرا آسرا مجھے
مایوس کر سکا نہ ہجوم بلا مجھے

رہتا ہوں غرق ان کے تصور میں روز و شب
مستی کا پڑ گیا ہے کچھ ایسا مزا مجھے

کافی ہے ان کے پائے حنا بستہ کا خیال
ہاتھ آئی خوب سوزِ جگر کی دوا مجھے

http://www.office.com.pk

کیا کہتے ہو کہ اور لگالوں کسی سے دل
تم سا نظر بھی آئے کوئی دوسرا مجھے

اس بے نشاں کے ملنے کی حسرتؔ ہوئی امید
آبِ بقا سے بڑھ کے ہے زہرِ فنا مجھے

ہے مشقِ سخن جاری چکی کی مشقت بھی
اک طرفہ تماشا ہے حسرتؔ کی طبیعت بھی
دشوار ہے رندوں پر ان کا یہ کرم یکسر
اے ساقیٔ جاں پرور کچھ لطف و عنایت بھی
رکھتے ہیں مرے دل پر کیوں تہمتِ بے تابی
یاں نالۂ مضطر کی جب مجھ میں ہو قوت بھی
ہر چند ہے دل شیدا حریتِ کامل کا
منظور دعا لیکن ہے قید و محبت بھی
ہیں شاد و صفی شاعر یا شوق و وفا حسرتؔ
پھر ضامنِ، محشر ہیں، اقبالؔ بھی، وحشت بھی

http://www.office.com.pk

اہم معروضی سوالات

سبق کے متن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی (✓) سے نشان دہی کریں۔

(الف) راحت فضا ہو گئی ہے:

(i) دولت (ii) عزت
(iii) شہرت (iv) مصیبت

(ب) شاعر کے بقول رہنما ہو گئی ہے:

(i) راستے کی مشکل (ii) آرزو

(iii) ہوا (iv) خوشبو

(ج) بادِ صرصر صبا ہو جاتی ہے:

(i) صبح کے وقت (ii) شام کے وقت

(iii) دیارِ وفا میں (iv) خوشی کے لمحات میں

(د) شاعر کے مطابق وہ درماندہ ہے:

(i) بارگاہِ عطا کا (ii) وطن کا

(iii) ساتھیوں کا (iv) اعزہ و اقارب کا

(ہ) غزل کا آخری شعر جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرے، کہلاتا ہے:

(i) قافیہ (ii) ردیف

(iii) مطلع (iv) مقطع

(و) شاعر کے مطابق اب سفر کی انتہا بھی ہو جائے گی کیوں کہ:

(i) گاڑی اچھی مل گئی ہے (ii) سفر کی ابتدا ہو گئی ہے

(iii) ہم سفر اچھے ہیں (iv) سفر کم رہ گیا ہے

جواب

نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب	نمبر	جواب
(الف)	(iv)	(ب)	(ii)	(ج)	(iii)	(د)	(i)
(ہ)	(iv)	(و)	(ii)				

http://www.office.com.pk